

کتب سماوی پر ایک نظر

(۲)
عہد جدید (انجیل و غنم)

از جناب ذوقی شاہ صاحب

عہد جدید کی کتابیں | انجیل کے حصہ تجدید یعنی کتب عہد جدید کی موجودہ فہرست میں ستائیس (۲۷) کتابیں شامل ہیں جن کے نام یہ ہیں:-

- (۱) متی کی انجیل - (۲) مرقس کی انجیل - (۳) لوقا کی انجیل - (۴) یوحنا کی انجیل - (۵) روموں کے اعمال
(۶) پولس رسول کا خط رومیوں کو - (۷) پولس رسول کا پہلا خط قرنتیوں کو - (۸) پولس رسول کا دوسرا خط قرنتیوں کو -
(۹) پولس رسول کا خط گلعتیوں کو - (۱۰) پولس رسول کا خط افسیوں کو (۱۱) پولس رسول کا خط فلپیوں کو - (۱۲) پولس رسول کا خط فلپیوں کو (۱۳) پولس رسول کا خط تسلونیمیقوں کو - (۱۴) پولس رسول کا دوسرا خط تسلونیمیقوں کو -
(۱۵) پولس رسول کا پہلا خط تیمتھائوس کو - (۱۶) پولس رسول کا دوسرا خط تیمتھائوس کو (۱۷) پولس رسول کا خط طیمس کو - (۱۸) پولس رسول کا خط فلیمیوں کو - (۱۹) عبرانیوں کو خط - (۲۰) یعقوب کا خط - (۲۱) بطرس کا پہلا خط (۲۲) بطرس کا دوسرا خط - (۲۳) یوحنا کا پہلا خط - (۲۴) یوحنا کا دوسرا خط - (۲۵) یوحنا کا تیسرا خط - (۲۶) یہوداہ کا خط - (۲۷) یوحنا فقہیہ کے مکاتبات کی کتاب -

کتب غیر مشمولہ | جو معاملات کہ کتب عہد عتیق کے ساتھ پیش آئے کچھ اسی نوع کے ملکہ ان سے بھی زیادہ (نوہ کے معاملات کتب عہد جدید کے ساتھ بھی پیش آچکے ہیں عیسائی مفسرین و مفسرین ہی کی تجزیہ سے پایا جاتا ہے کہ کم از کم ایک سو اٹھاون - (۱۵۸) کتابیں ایسی ہیں جو کسی نہ کسی زمانہ میں کسی نہ کسی گروہ

کے نزدیک معتبر و مقدس نہیں مگر اب تحقیق کے نزدیک جعلی مجموعہ عہد جدید سے خارج ہیں کیم از کم کی قید اس
 نکالی گئی کہ قومی اخبار ہے کہ اس فرع کی کتابوں کی تعداد اس سے بھی زیادہ جو اور ان کا ذکر عیسائی مصنفین
 کی تحریروں میں نہ آیا ہو یا آیا ہو مگر وہ تحریریں ہم تک نہ پہنچی ہوں جبکہ ان کتابوں کو اہل کتاب ہی نے
 مجروح کر کے ناقابل اعتماد قرار دیا تو ہمیں ان کے نام اور ان کی تفصیل سے ان اوراق کو بچھین کرنے
 کی کوئی ضرورت نہیں۔ جنہیں ان کے نام دریافت کرنے کا شوق ہو وہ ان کتابوں کو دیکھیں۔ ہارن
 صاحب "انٹروڈکشن علوم بائبل پر" مطبوعہ لندن ۱۸۵۷ء جلد ۱۔ لارڈز سٹراٹ برگ کے وکس مطبوعہ لندن
 جلد ۴۔ جارج میل کی تحریریں مطبوعہ لندن ۱۸۵۷ء کیمپیوٹو اور ایپوکریفل نیرٹیمینٹس مطبوعہ لندن
 ۱۸۲۰ء اور عیسائیوں کے شہری اخبار نور افغان لہستان کی اشاعت ۱۸۴۷ء جولائی ۱۸۴۷ء سے صفحہ
 ۲۳۶ پر پادری ویری صاحب کا مضمون۔ ہارن صاحب نے اپنے انٹروڈکشن میں اسپر زیادہ
 بحث کی ہے وہ اپنی کتاب جلد ۱ کے صفحہ ۶۴۲ پر لکھتے ہیں کہ کتب غیر شمولہ میں چند کتابیں ایسی بھی ہیں
 جن کی بابت بیان کیا جاتا تھا کہ وہ خود حضرت مسیح علیہ السلام کی لکھی ہوئی ہیں۔ ان کے یہ نام بیان کئے
 جاتے ہیں:-

(۱) نامہ بنام آبیکارس۔ (۲) نامہ بنام پیروپال۔ (۳) کتاب تمثیلوں اور وعظ کی (۴)
 کتاب منا جاسیح۔ (۵) کتاب بحر۔ (۶) کتاب پیدائش مسیح ویریم۔ (۷) نامے جو آسمان سے گرے۔
 (۸) نامہ حضرت مسیح جو مہنی کیس نے پیدا کیا۔

رومن تواریخ کلیسا مطبوعہ مرزا پور ۱۸۵۷ء جلد ۲ کے صفحہ ۳۶ پر درج ہے کہ سن ۳۰۰ء میں مورخ
 یوسیپس (Eusibius) نے شہزادہ ریمہ کے شاہی دفتر میں دو خط پائے جن میں سے ایک
 خط ایگرس بادشاہ کی طرف سے مسیح کے نام تھا جس میں اس نے ایک شدید رمن میں اپنے بتلا ہونے کا حال
 مسیح سے درخواست کی تھی کہ اسے تندرست کر دے۔ اور دوسرا خط مسیح کی طرف سے بادشاہ کے خط کا جواب تھا مسیح کا یہ خط بھی

مروجہ مجموعہ کتب عہد جدید میں شامل نہیں۔

اخبار نور افشاں مورخہ ۹ جولائی ۱۹۷۳ء جلد ۲ نمبر ۲ صفحہ ۱۲۳ کالم ۳ میں پادری دیکھی

صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:-

”جعلی انجیلوں کے موجود ہونے سے ہم ناواقف نہیں ہیں بلکہ جن جعلی انجیلوں کا ہارن

صاحب نے اپنی تصنیف میں حوالہ دیا ہے وہ ہمارے پاس بھی موجود ہیں۔ ان کو بعض

بدعتیوں نے مروج کرنا چاہا تھا مگر وہ اپنے فاسد ارادہ میں کامیاب نہ ہو سکے“

جعل و فریب کی گرم بازاری | جس زمانے سے جعلی کتابیں متعلق ہیں وہ زمانہ جعل فریب کذب بیانی

اور جھوٹی تحریروں کی اشاعت میں اس درجہ شہرہ آفاق تھا کہ عیسائی مصنفوں کو بھی اس کا اعتراف ہے۔

لوقا باب ۱ آیہ ۱۴ میں ہے کہ:-

”چونکہ بتوں نے کمر باندھی کہ ان کاموں کا جوئی الواقع ہمارے درمیان انجام ہوئے

بیان کریں۔ جس طرح سے انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کی خدمت

کرنے والے تھے ہم سے روایت کی ہیں نے بھی مناسب جانا کہ سب کو سرے سے صیغہ

پر دریافت کر کے تیرے لئے، اے بزرگ تہیونلس بہ ترتیب لکھوں تاکہ تو ان باتوں کی

حقیقت کو جن کی تو نے تسلیم پائی جانے“

اس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ لوقا کے زمانہ میں لوقا کی طرح اور لوگوں نے بھی بکثرت انجیلیں

لکھیں تھیں مگر کچھ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کیسی تھیں۔ جہوئی یا سچی۔

گلتیوں کے باب ۱- آیہ ۶ میں ہے کہ:-

میں تعجب کرتا ہوں کہ تم اتنی جلدی اس سے جس نے تمہیں سچ کے فضل میں بلایا پھر کے

دوسری انجیل کی طرف مائل ہوئے“

اس سے معلوم ہوا کہ علاوہ اناجیل اربعہ کے کوئی اور نجل بھی تھی جو پولوس کے زمانہ میں مشہور ہو چکی تھی اور لوگوں کو اپنی جانب مائل کرنے لگی تھی۔

پولوس کے تسکو نیقیون کے نام دوسرے خط کے باب ۲ آیہ ۲ میں ہے کہ:-
تم اس خیال سے کہ مسیح کا دن آپہنچا ہے جلد اپنے دل کی ڈھارس ست کہو اور نہ
گھبراؤ نہ کسی روح نہ کسی کلام نہ کسی خط سے یہ سوچو کہ وہ جاری طرف سے ہے۔ کوئی
تمہیں کسی طرف سے فریب نہ دے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ پولوس ہی کے زمانے سے جعلی خطوں کا سلسلہ جاری ہو گیا تھا۔ بلکہ ۲ فریقوں کے باب ۱۱ آیہ ۱۳ و ۱۴ میں تو اس بات کی شہادت بھی موجود ہے کہ پولوس ہی کے زمانہ سے جھوٹے دعا باز اور کن مدعیان رسالت کا سلسلہ بھی جاری ہو گیا۔ یہ سلسلہ ایک عرصہ تک جاری رہا۔ چنانچہ اسکاٹ صاحب کی روئے تفسیر مطبوعہ آلہ آباد ۱۸۶۷ء کے صفحہ ۱۸۶ پر لکھا ہے کہ:-

نہ صرف جعلی مصنف بلکہ مسیح ہونے کا بہتوں نے دعویٰ کیا تھا چنانچہ یوسف مورخ کنون کا ذکر کرتا ہے وہ یوں لکھتا ہے کہ ٹک جادوگروں اور دعا بازوں سے بھر گیا تھا جنہوں نے بہتوں کو درفلانا اور بیابان میں لے گئے تاکہ اپنی کراتیں دکھلائیں۔ ان میں سے دو تیسہ بیس سامری کا ذکر ہے جس نے اپنے آپ کو مسیح کہا اور شیمون جو سی جو اپنے آپکو خدا کا بیٹا کہتا تھا اور ٹوڈس جس نے بہت لوگوں کو دبوچ کر دیکھا کہ میں یروں ندی کو دو حصہ کر کے بیچ میں راستہ بنا دوں گا۔ القصد چوں شخصوں کا ذکر ہے جو نے اورین قیصر کے وقت سے لیکر ۶۸۲ء تک مسیح ہونے کا دعویٰ کیا۔

ظاہر ہے کہ ان جلسا زوں اور جھوٹے مدعیان رسالت والہ بیت کی کثرت نے قہرروں اور قہرروں کے ذریعہ سادہ لوحوں کی گراہی کے لئے کیا کچھ سامان فراہم نہ کیا ہوگا۔ مگر زیادہ برآں جو بات زیادہ

قابل افسوس ہے یہ ہے کہ اُس زمانہ کے دیندار عیسائیوں نے بھی معاملات دین میں کذب بیانی کا شیوہ اختیار کر لیا تھا اور کچھ رکھا تھا کہ دین اور خدا پرستی کی ترقی اور حق بات کی تائید میں جھوٹ اور غلط بیانی سے مدد لینا ثواب کا کام ہے۔ اس خیال کی ابتداء کا سراغ ہمیں پولوس مقدس کی تحریر میں ملتا ہے اور ان کا اس پر عامل ہونا بھی انہیں کے بیان سے پایا جاتا ہے۔ انہوں نے جو خطار و مومن کو بھیجا تھا اور جو مجموعہ کتب عبد جدید میں شامل ہے اس کے باب ۳ آیہ ۷۰ میں ہے کہ :-

”پھر اگر میرے جھوٹ کے سبب خدا کی سچائی اس کے جلال کے لئے زیادہ ظاہر ہوئی
تو مجھ پر کیوں گنہگار کی طرح حکم ہوتا ہے۔ اور ہم کیوں برائی نہ کریں تاکہ بھلائی نکلے
چنانچہ یہ تہمت ہم پر لگائی بھی جاتی ہے“

پہلی صدی عیسوی کے متعلق موسیٰ صاحب اپنی تاریخ مطبوعہ ۱۸۶۷ء کے حصہ ۲ باب ۲ صفحہ ۳۶ پر لکھتے ہیں کہ متعدد وجوہ تھے جن کے باعث ضرورت محسوس ہوئی کہ تمام انجیلوں کو ایک نسخہ میں جمع کر دیا جاوے۔ بڑی وجہ یہ تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور تعلیمات اور ان کے آسمان پر جانے کے واقعات غلط کہانیوں کی صورت میں ایسے لوگوں نے لکھے تھے جن کے ارادے بدنہ تھے مگر جو جھوٹے مذہب والوں اور سادہ لوح مگرفری یا فریب خوردہ خدا پرستوں سے افسوس و رغبت رکھتے تھے اس کے بعد دنیا میں بہت سی تحریریں ہوسلی گئیں جن کی بنیاد کذب پر تھی اور جن پر پاک پیغمبروں کے نام بطور مصنفوں کے درج کر دیے گئے۔ دوسری صدی عیسوی کے ذکر میں رومن تو ایج کلیسا مطبوعہ مرزا پور ۱۸۵۶ء کے صفحہ ۹۰ پر مندرجہ ذیل عبارت درج ہے :-

دوسری صدی میں مسیحیوں میں گنگوہی کہ جب بت پرست فیلفوف اور حکیموں کے ساتھ دین کا مباحثہ کیا جاوے تو انہیں کے بحث کا طور اور طریقہ اختیار کرنا جائز ہے یا نہیں اور آخر کار اُرجن وغیرہ کی رائے کے بموجب طریقہ مذکور تسلیم ہوا اس سے

البتہ سچی باتوں کی تیسری اور نکتہ سنجی نے بحث میں زیادہ رونق پائی لیکن راستی اور صفائی میں کچھ خلل پڑا پھر اسی سبب سے بھنے لوگ یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ جعلی تصنیف پیدا ہوئیں جو کہ اس زمانہ کے بعد کثرت سے لکھی گئیں۔ اس طرح سے کہ فیلسوف لوگ کسی طریقہ کی پیروی کرتے تھے تو کبھی کبھی اُس کے حق میں کتاب لکھ کر کسی معروف حکیم کے نام سے اجرا کرتے تھے کہ اس جیلے سے لوگ اسپر توجہ ہو کر اس کی باتیں زیادہ مانیں اگرچہ اُس کی باتیں برلمانہ مصنف کی ہوتیں۔ سو اسی طرح مسیحی جو فیلسوفوں کی طرح بحث کرتے تھے کتاب لکھ کر کسی حواری یا خادم حواری یا معروف اسقف کے نام سے رواج دیتے تھے۔ ایسا دستور تیسری صدی میں شروع ہوا اور کئی سو برس تک رومی کلیسا میں جاری رہا۔ یہ بات بہت ہی خلاف حق اور قابل الزام شدید تھی۔

اوڈن صاحب اقرار کرتے ہیں کہ دسویں صدی میں جعل اور جھوٹ کا جو دریا سیحون میں موج زن تھا اسی کا ایک کرشمہ یہ بھی تھا کہ نامہ تہائی مسیحی جعل سے بنایا گیا۔ لب التواریخ مطبوعہ ۱۸۲۹ء جلد ۲ باب ۹ فصل ۱ صفحہ ۳۹ پر یہ اعتراف بھی درج ہے کہ ایوڈورس کے مکتوب کا جعل سوہویں صدی تک مکمل طور پر آشکارا نہ ہوا تھا۔ بارن صاحب اپنی تفسیر مطبوعہ لندن ۱۸۲۲ء کی دوسری جلد کے صفحہ ۳۳۱ پر لکھتے ہیں کہ:-

بلاشبہ بعض خرابیاں (یعنی تحریفیں) جان بوجھ کر ان لوگوں نے کی ہیں جو کہ دیندار مشہور تھے اور اس کے بعد انہیں خرابیوں کو ترجیح دی جاتی تھی تاکہ اپنے مطلب کو قوت دین یا اعتراض اپنے پر نہ آنے دیں۔

مختصر یہ کہ دین عیسوی کے متعلق کثرت جعلی نسخیں اور جھوٹی مذہبی تحریریں وجود میں آئیں اور وقتاً فوقتاً وجود میں آتی رہیں مگر عیسائی علماء ہی نے انہیں جعلی اور ناقابل اعتماد قرار دیکر مجموعہ

عہد جدید میں شامل نہ ہونے دیا۔ اور ان جعلی تصانیف کے وجود میں آنے کے جو اسباب خود عیسیٰ کی معصیتوں نے بیان کئے ہیں وہ یہ ہیں۔

۱۔ عیسائیوں کے ہر فرقہ نے اپنے ملک کی تائید میں کتابیں لکھ ڈالیں اور انہیں کسی حواری، حواری کے خادم یا کسی بڑے شخص کے نام سے نامزد کر دیا۔

۲۔ جعلی مسیح، ابن اشد اور رسول ہونے کے جھوٹے دعویٰ اور دروغوں کا کذاب اور فریبیوں کی کثرت مختلف دور میں جعلی تصانیف کے اضافہ کا باعث ہوتی رہی۔

۳۔ دیندار طبقات نے بھی دین کی خاطر حق کی تائید میں جھوٹ بولنا جائز سمجھ لیا اور اس خیال و عمل میں بہ اعتراف خود پولوکوس بھی شریک تھے۔

اس وقت صرف اسی امر سے بحث ہے کہ یہ اسباب جعلی تحریروں کے وجود میں آنے کا باعث ہوئے۔ مگر آگے چلکر معلوم ہوگا کہ ان کے اثر سے وہ تحریریں بھی محفوظ نہ رہ سکیں جو علمائے نصاریٰ کے

نزدیک مقربین اور جنہوں نے عیسائیوں کی مہربانی سے عہد جدید کے مجموعہ کتب مقدسہ میں جگہ پائی

کتب مشمولہ عہد جدید کی حقیقت | عہد جدید میں جو تائیس (۲۷) کتابیں شامل ہیں ان میں عیسیٰ

علیہ السلام پر جو خیال نازل ہوئی وہ شامل نہیں۔ نہ عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھ کی لکھی ہوئی کوئی کتاب شامل ہے۔ نہ کوئی ایسی کتاب اس مجموعہ میں پائی جاتی ہے جسے عیسیٰ علیہ السلام اپنے دور میں اپنی ہدایت اپنے

اہتمام اور اپنی نگرانی کے تحت میں لکھی اور اپنی امت کے لئے چھوڑ گئے ہوں۔ حالانکہ انجیل عیسیٰ کا وجود عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھا اور اس کا ثبوت موجودہ انجیل عہد جدید سے بھی پایا جاتا ہے۔ مرقس باب ۱

آیہ ۱۵ میں حضرت عیسیٰ کا یہ قول درج ہے کہ :-

” وقت پورا ہوا اور خدا کی بادشاہت نزدیک آئی۔ توبہ کرو اور انجیل پر ایمان لاؤ“

مرقس باب ۱۱۔ آیہ ۲۹۔ ۳۰ میں ہے کہ :-

یسوع نے جواب میں کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں ایسا کوئی نہیں جس نے گھریا بھائیوں
یا بہنوں یا باپ یا ماں یا جو ریا لڑکے یا لڑکیوں کو میرے اور نخل کے لٹھوں

دیا ہے جو بالفعل اس جہان میں سوگنا نہ پاوے۔

متی باب ۲۶ آ ۱۳ میں سچ کا یہ قول درج ہے۔

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمام دنیا میں جہاں کہیں اس نخل کی مناد دی ہوگی۔

وہ کوئی نخل ہے جس کی بابت آیات مندرجہ بالا میں اشارہ ہے؟ وہ نخل کہاں ہے جس پر

ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے؟ جس کے لئے ماں باپ بہن بھائی بیوی بچے گھر بار کھیتی باڑی چھوڑ دینے پر

اجرا کا وعدہ ہے؟ عہد جدید کی اناجیل اربہ عیسیٰ علیہ السلام سے بہت بعد کی تصانیف ہیں جو حواریوں اور

حواریوں کے شاگردوں سے منسوب کر دی گئی ہیں اور جن کے مصنفین و ماخذ کے متعلق بھی خود عیسائیوں ہی

میں بڑی بڑی کشمیں پیش آچکی ہیں۔ عہد جدید کی موجودہ کتابیں ۲۷ کتابوں میں عیسیٰ علیہ السلام کی بہنیں

متی مرقس لوقا اور یوحنا کی پینتیس شامل ہیں رسولوں کے اعمال کی ایک کتاب نے پولوس کے چودہ

(۱۴) خطوط، یعقوب کا ایک خط، پطرس کے دو خطوط، یوحنا کے تین (۳) خطوط، یہوداہ کا ایک خط، اور

یوحنا فقہیہ کے مکاشفات کی ایک کتاب شامل ہیں۔ یہ سب ملکر (۲۷) کتابیں ہوئیں۔ ان کتابوں کے

متعلق یوسیفین کا قول ہے کہ یہ بھی تین اقسام میں منقسم ہیں۔ ایک وہ جن کے معتبر ہونے پر سب کو

اتفاق ہے۔ اس میں یہ کتابیں شامل ہیں۔

اناجیل اربہ رسولوں کے اعمال رپولوس کے چودہ خط۔ پطرس کا پہلا خط۔ یوحنا کا پہلا خط۔

یہ سب ۲۱ کتابیں ہوئیں جن کی صحت پر عیسائیوں کا اتفاق بیان کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یوسیف

میں یہ بھی کہتا ہے کہ شاید موقع ہے کہ مکاشفات کی کتاب بھی اس میں شامل کرنی چاہئے۔

دوسری قسم ان کتابوں کی ہے جن کی بابت یوسیفین کہتا ہے کہ صحت میں اختلاف ہے اور بعض

ان کی صحت میں شک ہے۔ اس میں یہ کتابیں شامل کی گئی ہیں:-

یعقوب کا خط یہوداہ کا خط۔ پطرس کا دوسرا خط۔ اور یوحنا کا دوسرا و تیسرا خط۔ یہ سب ملکر پانچ (۵) کتابیں ہوئیں۔

تیسری قسم ان کتابوں کی ہے جن کے غیر معتبر ہونے پر سب کو اتفاق ہے۔ مگر اس نوع کی کتابوں میں یوحنا کے چاروں جہازت نہ ہوں کہ مشمولہ کتب عہد جدید میں سے کسی کا نام داخل کرے۔ مفتوح الکتاب کے مصنف نے البتہ باوجود عیسائی ہونے کے اخلاقی جہازت سے کام لیا ہے اور لکھا ہے کہ اس نوع کی کتابوں میں بعض نے اس خط کو جو عبرانیوں کے نام ہے، اور یوحنا کے مکاشفات کو داخل بھی ہے۔ بہر حال مشکوک کتابوں میں جن کے مشکوک ہونے کی بابت بقول پاورٹی فائڈ صاحب عیسائیوں میں رائے عام ہے یہ کتابیں بائبل کے اُس سُرانی ترجمہ سے بھی خارج ہیں جو عیسائیوں کے قول کے مطابق ۱۲ء اور ۱۳ء کے درمیان لکھا جولا ہے۔ ان سات کتابوں کے نام یہ ہیں:-

یعقوب کا خط۔ یہوداہ کا خط۔ پطرس کا دوسرا خط۔ یوحنا کا دوسرا خط۔ یوحنا کا تیسرا خط۔ عبرانیوں کو خط۔ مکاشفات یوحنا۔

اب ہم سب سے پہلے ان کتابوں پر نظر ڈالتے ہیں جو تمام عیسائیوں کے نزدیک سب سے زیادہ معتبر ہیں اور جن پر موجودہ عیسائیت کی بنیاد قرار دی جاتی ہے۔ ان میں سب سے مقدم چار انجیلیں ہیں۔ یہ انجیلیں مسیحی یوحنا مرقس اور لوقا کی ہیں۔ مسیحی اور یوحنا یعنی علیہ السلام کے شاگرد اور حواری بیان کئے جاتے ہیں۔ اور مرقس و لوقا حواریوں کی طرف سے صرف انجیل کے سنانے والے ہیں۔ ان انجیلوں کو اسی ترتیب سے لیتے ہیں جس ترتیب سے کہ وہ عہد نامہ جدید میں درج کی گئی ہیں۔

انجیل متی | متی کی انجیل کے متعلق یہ امر پابہ تحقیق کو پہنچایا ہے کہ یہ انجیل اہل میں عبرانی زبان میں لکھی گئی تھی۔ لارڈ ٹرنے اور یکن کے تین اقوال اپنی کتاب میں نقل کئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ انجیل عبرانی میں

لکھی گئی۔ یوسی میں اور اتھنایس اور سہل اور جردوم سب اس بات پر متفق ہیں کہ متی نے یہ انجیل
عبرانی زبان میں لکھی۔ بارن صاحب نے اپنی تفسیر میں تیس (۲۳) ایسے علماء کے نام لکھے ہیں جو متی کی
انجیل کا عبرانی میں ہونا بیان کرتے ہیں۔ ریو صاحب اپنی تاریخ انجیل میں لکھتے ہیں کہ:-

”بات غلط ہے جو لوگ کہتے ہیں کہ متی نے انجیل یونانی میں لکھی تھی کیونکہ یوسی ہیں
اور بہت سے عیسائی علماء نے لکھا ہے کہ متی نے انجیل عبرانی میں لکھی ہے۔ نہ کہ یونانی
میں۔“

انٹیکلو پیڈیا بریٹانیکا کی جلد ۱۹ میں ہے کہ:-

عہد جدید کی سب کتابیں یونانی میں لکھی گئیں الا انجیل متی اور نامہ عبرانیان جن کا
عبرانی زبان میں لکھا جانا بہ دلائل متیقن ہے۔“

انجیل متی کے عبرانی زبان میں ہونے کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی زبان
عبرانی تھی۔ اور یہ بات نہایت بعید از قیاس ہے کہ انہوں نے اپنے شاگردوں کی ہدایت کے لئے
کوئی کتاب نہ چھوڑی ہو۔ ہم اوپر مرقس باب آیہ ۱۵ اور باب ۱۰ آیہ ۲۹ اور متی باب ۲۶
آیہ ۱۳ کے حوالہ سے بیان کر چکے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک انجیل کا وجود تھا۔ بارن
صاحب بھی اپنی کتاب کی جلد ۴ میں لکھتے ہیں کہ:-

”بعض قدیم علماء کا قول ہے کہ متی اور مرقس اور لوقا کے پاس عبرانی میں ایک
ایسا صحیفہ تھا جس میں حضرت عیسیٰ کے گذارشات لکھے تھے اور انہوں نے اس سے نقل
کیا۔ متی نے بہت اور لوقا اور مرقس نے تھوڑا۔“

نورٹن صاحب اپنی کتاب علم اسناد مطبوعہ بوٹن ۱۸۳۷ء کے دیباچہ جلد اول میں کہا کرتے ہیں کہ:-

”ابتداءً ملت مسیحی میں احوال مسیح کے بیان میں ایک مختصر سا رسالہ تھا۔ جائز ہے کہ کہا جاوے کہ وہی اصلی انجیل تھی۔ اور غالب یہ ہے کہ یہ انجیل ان مریدوں کے واسطے بنا گئی تھی جنہوں نے اقوال مسیح اپنے کان سے نہ سنے تھے اور نہ ان کے حالات اپنی آنکھ سے دیکھے تھے۔ چنانچہ یہ انجیل بمنزلہ قالب کے تھی اور اس میں حالات مسیح مرتب سے نہ لکھے گئے تھے اور یہ انجیل جمیع انجیل مروجہ صدی اول و دوم و نیز انجیل متی و لوقا و مرقس کا ماخذ تھی۔ پھر یہ تینوں انجیلیں یعنی متی و لوقا و مرقس دوسری اور انجیلوں پر فوقیت نے گئیں۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ اگرچہ ان تینوں میں اصل سے کچھ کمی ہو گئی تھی مگر یہ ان لوگوں کے ہاتھ پڑیں جو دوسری انجیلوں مثلاً انجیل فرقہ ماریوں یا انجیل ٹی ٹیٹس وغیرہ سے بیزار ہو چکے تھے۔ ان تین انجیلیوں کی کمی کو دوسری انجیلوں سے واقعات مسیح کو لیکر پورا کیا گیا اور نسب نامہ مسیح اور ولادت و بلوغ وغیرہ کے حالات بھی شامل کر دیئے گئے۔ چنانچہ یہ حال اس انجیل سے جو مذکورہ کے نام سے مشہور ہے اور جس سے جسٹن نے نقل کیا تھا اور انجیل مہربن ہے سے بخوبی ظاہر ہے۔ اگر ہم ان انجیلوں کے باقی ماندہ اجزاء سے مقابلہ کریں تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اصل انجیل میں زیادتی

تبدیل و واقع ہوئی ہے۔“

پھر آگے چل کر فورٹن صاحب لکھتے ہیں کہ:-

”اگر یہ کمی و زیادتی انجیل میں واقع نہ ہوئی ہوتی تو مقبرہ مشہور رمونج سلوس یہ کیوں اعتراض کرتا کہ عیسائیوں نے اپنی انجیلیں میں بار بار چار بار لکھا اس سے بھی زیادہ

بار بدلی ہیں۔“

پھر فاضل فورٹن بعد میں یہ لکھتے ہیں کہ:-

”کوئی یہ خیال نہ کرے کہ یہ صرف اکہارن کی رائے ہے اس واسطے کہ اکہارن کی کتاب سے بڑھ کر کوئی کتابکب جبرمن میں اب تک مقبول نہیں ہوئی بلکہ جرمنی کے کثرت علماء متاخرین نے انجیل و نیران امور کے بارہ میں جن سے انجیل کی صحت پر الزام آتا ہے اکہارن کی رائے کے ساتھ اتفاق کیا ہے“

اس سلسلے میں مندرجہ ذیل اقتباس خانی از دچپی نہ ہوگا۔ تو شمیم صاحب نے اپنی تاریخ مطبوعہ ۱۸۳۲ء کی جلد اول میں ناصری اور ایونی فرقوں کے بیان میں لکھا ہے کہ:-
 ”دونوں کے پاس ایک انجیل تھی جو ہماری انجیل سے مختلف ہے اور اس انجیل کی بابت ہمارے علماء میں اختلاف ہے“
 میکسین نے اس عبارت پر بطور حاشیہ لکھا ہے کہ:-

”انجیل ناصروں والی یا عبرانی یقیناً وہی ہے جو فرقہ ایونی کے پاس تھی اور بارہ حواریوں کی انجیل کر کے مشہور ہے“

ایونی فرقہ کے متعلق اس قدر جان لینا ضروری ہے کہ یہ لوگ پولوس سے سخت نفرت کرتے تھے یہودی علیہ السلام کی شریعت کے پابند تھے عیسیٰ علیہ السلام کو انسان سمجھتے تھے اور انہیں یوسف و مریم کا بیٹا تسلیم کرتے تھے یہ لوگ عیسویت کے ابتدائی زمانہ میں موجود تھے یہ یوحنا حواری کے زمانہ میں بھی تھے اور صرف متی کی اصلی انجیل کو جو کہ عبرانی زبان میں تھی مانتے تھے۔ اس عبرانی انجیل میں نسب نامہ سچ نہ تھا۔

ہامس اسکاٹ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اکثر خیال کیا جاتا ہے کہ یہ عبرانی انجیل صغود عیسیٰ سے قریب آٹھ سال بعد لکھی گئی بعض کے نزدیک ۳۳ء یا ۳۴ء میں لکھی گئی۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ سب سے پہلی اور قدیم ترین انجیل ہے جو ۶۳ء کے قریب لکھی گئی۔ تمام تصنیف یہودیہ اور مقصد تصنیف عبرانی عیسائیوں کی ہدایت بیان کیا جاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ متی نے جو دیا اس کے کسی ہم عہد نے اس کا ترجمہ عبرانی سے یونانی

زبان میں کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ:-

”یعقوب نے جو خداوند کا بھائی تھا اس کا ترجمہ یونانی زبان میں کیا“ (تفسیر اسکاٹ)۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ ترجمہ ”حواریوں کے کسی مرید نے کیا“ (پادری فائڈر صاحب) مگر اس میں شبہ نہیں کہ انجیل متی کا اہل عبرانی نسخہ منقوہ ہے اور کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ ترجمہ صحیح ہے یا غلط، اسی کتاب کا ہے یا کسی اور کتاب کا صرف کتنا ہی کا ترجمہ ہے یا کچھ کمی و بیشی بھی کر دی گئی ہے۔ نہ ترجمہ کرنے والے کا صحیح نام معلوم ہو سکا نہ ترجمہ کی تاریخ کا صحیح حال کسی کو معلوم ہے، نہ اس دنیا میں کوئی عبرانی زبان کا نسخہ کہیں موجود ہے کہ اس سے ترجمہ کا متنا کیا جاسکے بلکہ ترجمہ کی عبارت اور عیسائی علماء کے اقوال شہادت دیتے ہیں کہ اس ترجمہ کو متی کی عبرانی انجیل سے کوئی تعلق نہیں۔ متی باب ۹ کی آیہ ۹ کو ذرا ملاحظہ فرمائیے:-

پھر یسوع وہاں سے آگے بڑھا تو متی نامی ایک شخص کو محصول کی چوکی پر بیٹھے دیکھا اور اسے کہا میرے پیچھے آؤ، اٹھکے اس کے پیچھے چلا۔“

یہاں کتاب میں متی کے متعلق اس قسم کے جملے درج ہوں اسے متی کی تصنیف کون کہہ سکتا ہے؟ علاوہ ازیں متعدد غلطیاں ترجمہ مروجہ میں پائی گئیں ہیں جن پر عیسائی علماء نے بھی غلم اٹھایا ہے ان کی تفصیل طوالت طلب ہے اس لئے یہاں نہیں نظر انداز کیا جاتا ہے۔ بڑی بحث نسب نامہ میں ہے جو متی باب میں درج ہے۔ بلحاظ اس اہمیت کے جو کہ اس بحث کو حاصل ہے یہاں مختصراً اس کی بابت کچھ لکھا جاتا ہے۔

نسب نامہ صحیح [متی باب ۱، آیہ ۱، میں ہے کہ:- پس سب پستیں ابراہام سے داؤد تک چودہ ہیں اور داؤد سے ہابیل کو آٹھ جانے تک چودہ پستیں اور ہابیل کو آٹھ جانے سے صحیح تک چودہ پستیں ہیں۔

آیت مندرجہ بالا میں نسب نامہ کو چودہ چودہ پشتوں کی تین تقسیموں میں منقسم کیا گیا ہے۔ اور یہ صرف غلط ہے پہلے حصہ میں اگر ابراہام اور داؤد کو بھی شامل کر لیا جاوے تب کہیں جا کر چودہ پشتیں پوری ہوتی ہیں۔

دوسرے حصہ میں اگر یونیاہ کو شامل کیا جائے تب چودہ کی تعداد تو پوری ہو جاتی ہے مگر تعجب کی بات یہ ہے کہ اس حصہ کے متعلق سلیمان سے لیکر یونیاہ تک متی میں صرف چودہ پشتیں بتلائی گئی ہیں حالانکہ اول تو تاریخ باب ۲ میں اٹھارہ (۱۸) پشتوں کے نام گنوائے گئے ہیں اور عیسائی علماء کے نزدیک بھی معتبر یہی اٹھارہ (۱۸) پشتیں ہیں۔ اسی امر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے نیو مین صاحب نہایت افسوس کے ساتھ فرماتے ہیں کہ :-

”دین عیسوی میں ایک اوتین کو ایک ماننا پڑا تھا۔ اب اٹھارہ (۱۸) اور چودہ کو

بھی ایک کہنا پڑا۔ کیونکہ کتب مقدسہ میں تو غلطی کا احتمال ہو ہی نہیں سکتا۔“

تیسرے حصہ میں سب نام حضرت عیسیٰ تک کے ملا کر خواہ کسی طرح سے اور کسی طرف سے گنیے میرا (۱۳)

ہی ہوتے ہیں نہ کہ چودہ۔

علاوہ ازیں متی باب آیہ ۸ میں عزایاہ کو یورام کا بیٹا بتلایا گیا ہے حالانکہ بموجب اول

تواریخ باب ۳۲ آیہ ۱۱ و ۱۲ کے وہ یورام کے پوتے کا پوتا ہے اپنی درمیان سے تین نام اڑا دیئے گئے۔

پھر متی باب آیہ ۱۱ میں یونیاہ کو یوسیاہ کا بیٹا قرار دیا گیا ہے حالانکہ وہ اس کا پوتا تھا۔

اور متی میں یونیاہ کے بھائیوں کا ہونا ظاہر کیا گیا ہے حالانکہ وہ اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ متی نے

زر و بابل کو سلتائیل کا بیٹا لکھا ہے حالانکہ وہ اس کا بہنچا یعنی اُس کے بھائی فدا یاہ کا بیٹا تھا۔ اور

ایسویہ کو زر و بابل کا بیٹا لکھا ہے حالانکہ زر و بابل کا کوئی بیٹا اس نام کا نہ تھا۔ طوالت کے خیال

سے ہم اس سے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے حالانکہ ایسی غلطیاں اس کتاب میں بہت ہیں جس

کتاب کا ایک جزو بھی غلط ثابت ہو جائے وہ ساری کی ساری اعتبار سے مگر جاتی ہے۔

نسب نامہ کے متعلق مندرجہ بالا اعتراضات تو وہ ہیں جو عیسائی علماء ہی کی جانب سے وقتاً

نوقتاً پیش ہو چکے ہیں۔ مگر یہاں نامناسب نہ ہوگا اگر ایک اعتراض ہم بھی اپنی طرف سے پیش کر دیں۔

وہ اعتراض یہ ہے کہ ایک طرف الوہیت سچ کا دعویٰ اور دوسری طرف نسب نامہ پیش کر کے مسیح کو اولادِ ابراہیم و داؤد ثابت کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ یہ نسب نامہ یوسف نجار پر منتہی ہو جانا چاہئے تھا۔ مسیح کو یوسف نجار سے کیا تعلق ہے؟ اگر مسیح کو الوہیت کا تاج پہنایا جاتا ہے، اگر مسیح کو خدا کا اکلوتا بیٹا کہا جاتا ہے تو پھر اس خاکِ نسب نامہ کو انجیل میں داخل کرنے اور مسیح سے متعلق کرنے کی ضرورت ہی کونسی تھی؟۔ اس پر زیادہ تفصیلی بحث انشائند کسی دوسرے موقع پر آئے گی۔

انجیل متی کے متعلق اوپر کی ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ:-

۱۔ متی کی اصلی انجیل عبرانی میں لکھی گئی تھی جو موجودہ ساری انجیلوں پر مقدم تھی اور جو اب ضائع ہو چکی ہے۔

۲۔ اس انجیل کے یونانی زبان میں ترجمہ کرنے والے کا نام معلوم ہوتا ہے نہ حال نہ صحیح طور پر معلوم ہے کہ یہ ترجمہ کب ہوا۔

۳۔ اس یونانی انجیل کو عبرانی انجیل والے متی سے کوئی تعلق نہیں۔

۴۔ یونانی انجیل متی میں بھی غلطیاں ہیں۔

۵۔ جو نسب نامہ اس میں درج ہے اسے عیسائی تک غلطیوں سے پر سمجھتے ہیں۔

۶۔ وہ عبرانی انجیل جو ”بارہ حواریوں کی انجیل“ کہلاتی ہے ایونی فرقہ کے پاس تھی اور اس

فرقہ کا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ تھا کہ وہ صرف ایک برگزیدہ انسان تھے۔ (باقی)